ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
**Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)**
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-45

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

**ڈاکٹر نائلہ انجم**
اسسٹنٹ پروفیسر، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور
**ڈاکٹر نورین رزاق**
اسسٹنٹ پروفیسر، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور

# بقائے باہمی اور عدم تشدد: اردو شاعری کے تناظر میں

**Dr. Naila Anjum ***
Assistant Professor, Lahore College for Women University.
**Dr. Noreen Razzaq**
Assistant Professor, Lahore College for Women University.

***Corresponding Author:**

# Coexistence and Non-violence: From Urdu Poetry's Perspective

A human society is a social unit comprised of the connections between individuals, established through mutual resources and shared objectives. The foundation of an Islamic society is built upon the principles of mutual welfare and benefit. The requirement for coexistence is the formation of a society where there is no trace of oppression, injustice, or inequality. Urdu poetry conveys the message that a peaceful and non-violent environment supports the better development of human life. This paper highlights how poets have determined the right direction for the journey of human evolution, raised awareness of human rights, and made sincere efforts for their implementation.

**KEY WORDS**: *Comprised, Connections, Objectives, Principles, Coexistence, Oppression, Non-Violent, Determined, Awareness, Implementation.*

بقائے باہمی اور عدم تشدد کا تعلق عمرانی اور تہذیبی زندگی سے ہے۔ انسانی معاشرہ افراد کے مابین روابط پر مشتمل سماجی اکائی ہے۔ یہ ایک معلوم و معروف انسانی فطرت ہے کہ بعض حقائق ابدی اور قوانین ہی زندگی کے ضامن ہیں جو خالق زندگی کی طرف بنائے گئے ہیں۔ افراد ناگزیر مقاصد کے تحت مل جل کر رہنا چاہتے ہیں۔ تمدنی و ثقافتی

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
**Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)**
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-45

ماخذ تحقیقی مجلہ

معاملات ایک اعتبار سے پیچیدہ ہیں سادہ نہیں۔ ان کے برتنے اور اختیار کرنے میں سنجیدگی سمجھ بوجھ، اور احتیاط لازم ہے۔ انسان شتر بے مہار بھی نہیں ہے کہ مطلق آزادی حاصل کرلے اور قطعی فیصلے کر کے بیٹھا رہے بلکہ ایک معاشرہ جس میں کثیر المذہبی، کثیر الثقافتی اور کثیر اللسانی افراد کا ڈیرہ ہو مفاہمت اور اشتراکی پہلوؤں، کو مد نظر رکھنا ہوتا ہے۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ایک منزل تک پہنچنے کے لیے مختلف راستے اختیار کیے جاسکتے ہیں اس حوالے سے اختلافی اُمور کی گنجائش ہمیشہ رہتی ہے اس لیے ضروری نہیں کہ پہلا راستہ اختیار کرنے والا دوسرا راستہ اختیار کرنے والی کی تحقیر کرے۔ ابن خلدون کے بقول:

> "افراد انسانی کا مل جل کر رہنا ایک ناگزیر امر ہے اور اہل علم اس حقیقت کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ انسان پیدائشی طور پر مدنیت پسند واقع ہوا ہے۔"(۱)

انسانی زندگی کمال اور جنون کا امتزاج ہے جس میں علم اور عشق دوش بدوش چلتے ہیں۔ انسان اپنی مخفی قوتوں کو ابھارنے میں ہمہ وقت مصروف عمل رہتا ہے اور انسانی زندگی کی یہ گوناگوں کار فرمائیاں حالت دوام کی نفی کر دیتی ہیں۔ مسلسل آگے بڑھنے کی خواہش اور عہدِ کہن پر اڑے بغیر نئی منزلوں کی تلاش از حد ضروری ہے لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ ذاتی کمالات وصفات سے اپنے لیے فیض حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ خیر و برکت اور فلاح و ترقی کا کتنا حصہ اوروں کے لیے باقی رہتا ہے۔ نہ مذہب اور نہ معاشرے کے نزدیک فرد کی انفرادیت کو فنا کرنا مقصود ہے لیکن انفرادیت کے تمام دافع المرکز میلانات کو مٹا کر اجتماعیت میں ضم کرنا بھی ناگزیر ہوتا ہے۔ شخصی زندگی کی بقا کے دائرے سے آگے نکل کر قومی زندگی کی بقا کی طرف توجہ سے سماجی حقوق و فرائض میں توازن کی مثبت بنیادیں فراہم ہوتی ہیں۔ جو کسی بھی معتدل اور انسانی حقوق کا احترام کرنے والے معاشرے کے لیے ضروری ہیں۔ چنانچہ ادب جو زندگی کا ترجمان ہے انھیں چشم کشا حقائق کی نشان دہی کرتا ہے خصوصا اردو اور فارسی شاعری میں اس نوعیت کے کئی مضامین نظر آتے ہیں۔ افراد کے مابین سماجی، تہذیبی اور مذہبی اختلافات مٹانے اور اپنے جملہ اموال میں شرکت کا تصور درج ذیل اشعار میں دیکھیے:

بنی آدم اعضای یک دیگر ند
کہ در آفرینش زیک گوہر ند
چو عضوی بہ درد آورد روزگار
دگر عضوہا را نماند قرار

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
**Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)**
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-45

ماخذ تحقیقی مجلہ

تو کر محنت دیگران بی غمی
نشاید کہ نامت نہند آدمی (۲)

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کروبیاں (۳)

ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھے
آتے ہیں جو کام دوسروں کے (۴)

ذاتی ترقی اور ترفع کا تصور مدنی زندگی میں بہت اہمیت رکھتا ہے لیکن اپنی ذات سے چند قدم آگے بڑھ کر اجتماع کے نفع و نقصان پر غور و فکر، روحانی ترفع و بالیدگی کی اعلیٰ ترین صورت ہے:

ہم اہلِ دل نے معیارِ محبت بھی بدل ڈالے
جو غم ہر فرد کا ہے اسی کو غم سمجھتے ہیں (۵)

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے (۶)

عجب درد کا رشتہ ہے ساری دنیا میں
کہیں ہو جلتا مکاں اپنا گھر لگے ہے مجھے (۷)

یہ حیاتیاتی خواہش ہے یا ارتقائی کیفیات کا نتیجہ بہر طور الگ الگ رہنا اور اپنی ذات کے دائرے میں ہی مقید رہنا انسانی سرشت کے خلاف ہے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ خیر و فلاح کے اصول پر قائم کردہ سماج اور انسانی میل جول سے پیدا شدہ اجتماعیت کو تسلیم کرنے سے ہی بقائے باہمی کا تصور وابستہ ہے۔ پیکرِ خاکی کی پروازِ لولاکی کے لیے بقائے باہمی کے احساس کا زندہ ہونا ضروری ہے۔ بصورت دیگر انسان دشمن، قبیح کردار قابض ہو جاتے ہیں۔ خود مرکزیت، اپنی ذات سے لگاؤ اور اسی کی تشہیر جیسی منفی قدر کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بے لوثی کا جذبہ عنقا ہو جاتا ہے۔ اجتماعی سوچ پر انفرادی سوچ غلبہ حاصل کر لیتی ہے جس سے منفی رویے تیزی سے پنپتے ہیں۔ انھیں سے مادہ پرستی، لالچ اور بے حسی بڑھتی ہے۔ یہی سے حسد اور انا پرستی کو فروغ ملتا ہے۔ اسی سے انسانیت کو روندنے کے عمل کو مہمیز ملتی ہے اور انسانوں کی دادرسی ممکن نہیں رہتی۔ ان چشم کشا حقائق کی توثیق و تشریح میں یہ اشعار پیش کیے جاسکتے ہیں۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
**Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)**
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-45

ماخذ تحقیقی مجلہ

چلتے پھرتے ہوئے مردوں سے ملاقاتیں ہیں
زندگی کشف و کرامات نظر آتی ہے(۸)

بسکہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہو جانا
آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا(۹)

علم و دانش کی ساری روشنی کے باوجود
کم ہی ملتا ہے زمانے میں کم آزار آدمی(۱۰)

باری تعالٰی نے انسان کو انسانوں کی خدمت اور غم گساری کے لیے پیدا کیا ہے۔ ان جذبات سے عاری ہونے کے نتیجے میں خاندانی اور اجتماعی نظام تہہ و بالا ہو جاتا ہے۔ مختار مسعود نے آواز دوست میں لکھا تھا:

"قحط میں موت ارزاں اور قحط الرجال میں زندگی"(۱۱)

مدنیت (جو انسانی زندگی کا لازمہ ہے) کو بمعنی تہذیب لیا جائے تو عمرانی زندگی کا پورا ڈھانچہ سمجھ آجاتا ہے. انسانی زندگی کی پہنائیاں، تہیں، بلندیاں اور اخلاقیات کے گراں قدر یہ پہلو جو شعرائے کرام کا کسی نہ کسی طور موضوع ہیں اور جس کے لیے نفاست اظہار کے کئی انداز اختیار کیے گئے ہیں۔ دراصل تمام مذاہب خصوصا اسلام کا موضوع ہیں۔ بلکہ یہ کہا جائے کہ یہ خصائص مذہب اسلام سے وابستہ ہیں۔ عالم گیر برادری، انسانی ارتقاء کے سفر کی درست سمت کا سفر کا تعین، بقائے باہمی اور حقوق انسانی کا حقیقی شعور اور اس کے نفاذ کی مخلصانہ کوشوں کا تعلق اسلام سے ہے، تو غلط نہ ہو گا۔ اسلامی تہذیب ہی انتہاپسند رویوں کے درمیان توازن اور اعتدال پیدا کرتی ہے۔ ارشاد قرآنی کے مطابق انفس و آفاق کی نشانیوں کا مشاہدہ، مطالعہ اور انسانی تاریخ سے عبرت پذیری کا عمل ہی بقائے باہمی کے احساس اور عدم تشدد کی حمایت کا تصور پیدا کرتا ہے۔ مذہب اسلام نے انسانیت نواز آئین دیا ہے جو بے شک حسن و پاکیزگی کی عمدہ مثال ہے۔ اسی سے اندھیرے نور ہوئے۔ قرآن میں آتا ہے کہ:

"تمام انسانیت اللہ کا کنبہ ہے اور اللہ کا دوست وہی ہے جو اس کی مخلوق کا خیر خواہ ہے۔"(۱۲)

قرآن کریم میں ایک اور جگہ رحمان کے بندوں کی خصوصیات بیان کی گئی ہیں۔

"اور رحمن کے بندے وہ ہیں جو زمین میں عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب ان سے جہالت والے لوگ جہالت کی بات چیت کرتے ہیں تو وہ رفع شر کی بات کرتے ہیں۔"(۱۳)

حالیؔ نے خدائے بزرگ و برتر کے انھیں فرامین کو شعر کا پیکر عطا کرتے ہوئے لکھا ہے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
**Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)**
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-45

ماخذ تحقیقی مجلہ

یہ پہلا سبق تھا کتابِ ہُدیٰ کا
کہ ہے ساری مخلوق کنبہ خدا
وہی دوست ہے خالق دوسرا کا
مخلوق سے ہے جس کو رشتہ وِلا کا
یہی ہے عبادت یہی دین و ایماں
کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انساں (۱۴)

انسانی زندگی مجموعہ تغیر و اضداد ہے۔ گردش ایام کے نتیجے میں زمانہ یکساں رفتار نہیں چلتا۔ کبھی رکاوٹ آتی ہے کبھی روانی۔ یہی زندگی کی رنگا رنگی ہے۔ اس نیرنگی میں یگانگی برقرار رہتی ہے۔ حیات کے بدلتے رنگوں میں اوہام و خرافات اور فسانہ و فسوں کی نفی از حد ضروری ہے۔ عقلیت کے غلو میں انسانی شرافت و متانت کی ضامن اقدار سے منہ موڑ کر رشتوں کے تقدس کو غارت نہیں کیا جاسکتا۔ حکمت کے ساتھ مروت ضروری ہے۔ جلال و قوت کے ساتھ جمال و لطافت۔ اگرچہ تمام انسانوں کا ایک موقف پر جمع ہونا محال ہے۔ تاہم عالم میں ذہنی، اخلاقی، مادی اور روحانی ترقی کی اساس یہ ہی ہے۔ یہ منشور ہی راحت بخش اور حیات افروز ہے۔ اس معاشرتی شعور کی وجہ سے رواداری، باہمی خلق کی فضا پیدا کی جاسکتی ہے کہ یہی زندگی گزارنے کا اصول قرینہ ہے۔ شاعر چونکہ اخلاقی، تہذیبی، ثقافتی اور انسانی اقدار کے ترجمان ہوتے ہیں۔ اس ضمن میں شعرائے کرام نے دل آویز اور بصیرت افروز پیکر تراشے ہیں:

آدمیت اور شے ہے علم ہے کچھ اور چیز
کتنا طوطے کو پڑھایا پر وہ حیواں ہی رہا (۱۵)

جانور آدمی فرشتہ خدا
آدمی کی ہیں سینکڑوں قسمیں (۱۶)

انسان پتھر نہیں ہے کہ وہ خود ساختہ عقائد اور نظریات پر کاربند رہے معتدل فکر کی مدد سے انسانیت گھناؤنے افعال کا قلع قمع کر سکتی ہے۔ نوع انسانی کی بھلائی، بہتری اور فلاح و خیر خواہی کے مضمر پہلو روشن خیالی کے ساتھ پیش کرنے کا یہ انداز کلاسیکی سے جدید شاعری تک نظر آتا ہے۔ خاص طور پر عصر حاضر میں امن و امان کی ناگفتہ بہ حالت اور حد درجہ آزردہ زندگی کو مزید مسموم ہونے سے بچانے کے لیے امن و آشتی کے پیغام کی ضرورت آج پہلے سے کہیں بڑھ کر ہے۔ اقبال نے کہا تھا:

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
**Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)**
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-45

ماخذ تحقیقی مجلہ

ہوس نے کر دیا ٹکڑے ٹکڑے نوع انساں کو
اخوت کا بیاں ہو جا، محبت کی زباں ہو جا(۱۷)

بقائے باہمی کی طرح عدم تشدد کا تصور بھی آفاقی نوعیت کا ہے۔ بقائے باہمی کا تصور اقدار عالیہ میں سے ہے تو عدم تشدد کا بیانیہ انسانیت کی سب سے بڑی طاقت ہے یہ تباہی پھیلانے والے طاقت ور ترین ہتھیاروں سے زیادہ طاقتور ہے جس کی تخلیق انسانی رویے اور قوت برداشت کرتے ہیں۔ دہشت کی بجائے دلیل و حجت اور تشدد کی جگہ حکمت و تدبیر کی جگہ ہونی چاہئیے۔ وگرنہ فرط غم سے نڈھال اور ہجوم یاس میں گھری انسانیت کا کوئی پرسان حال نہیں ہو گا۔ در حقیقت غیر متشدد تحریکیں اور عدم تشدد امن پسندی کا مترادف ہے۔ انسانی نخوت اور خویش غرضی میں انسان اتنا آگے بڑھ جاتے ہیں کہ لوٹنا مشکل محسوس ہوتا ہے۔ مادی اقدار کی بالادستی اور تہذیبی قدروں کی شکست کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ روحیں تک کرب اور اضمحلال کا شکار ہو جاتی ہیں۔ شعرائے کرام ان رویوں پر تاسف کا اظہار کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

زمیں نے خوں اگلا آسماں نے آگ برسائی
انسانوں کے دن بدلے تو انسانوں پہ کیا گزری(۱۸)

تشدد جیسے غیر معقول عمل کی کئی قسمیں ہوتی ہیں۔ انسانوں کے کریہہ عمل کی پاداش میں دوسروں کے لیے ہیجان و پریشانی کا باعث بننا احسن اقدام نہیں۔ تشدد کی ذہنی، جسمانی اور جنسی تشدد کی ذہنی، جسمانی اور جنسی صورتیں جذباتی کرب کو بڑھاوا دیتی ہیں۔ جب کہ دنیاوی و آلائش و آلام کے ہجوم میں انسانیت کا اصل راز عدم تشدد کے فلسفے میں مضمر ہے۔ استغنا، انکسار، درویشی سے زیادہ ظلمت و یاس کے اندھیروں کو دور کرنے کی کوشش ہے:

مت قتل کرو آوازوں کو
تم اپنے عقیدوں کے نیزے
ہر دل میں اتارے جاتے ہو
ہم لوگ محبت والے ہیں
تم خنجر کیوں لہراتے ہو
اس شہر میں نغمے بہنے دو
بستی میں ہمیں بھی رہنے دو

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
**Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)**
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-45

ماخذ تحقیقی مجلہ

ہم پالن ہار ہیں پھولوں کے
ہم خوشبو کے رکھوالے ہیں
تم کس کا لہو پینے آئے
ہم پیار سکھانے والے ہیں (۱۹)

حساس اور درد مند انسان ماحول سے لاتعلقی اختیار نہیں کر سکتا اور نہ مطلق العنانیت کے نرغے میں قید ستم خوردہ اشخاص کے غموں سے پہلو تہی کر سکتا ہے۔ خاص طور پر شاعر کا حساس دل چاہتوں کا متمنی رہتا ہے۔ وہ قلب و ذہن کی پاکیزگی اور جذبات و احساسات کو منزہ رکھنے کی خواہش میں گم رہتا ہے۔ محبت، الفت، احساس مندی، بقائے باہمی اور امن ہی تو ہر درد کا درماں ہے:

اور کیا اس کے سوا چاہتے ہیں
نوع انسان کا بھلا چاہتے ہیں (۲۰)
داورِ محشر مجھے تیری قسم
عمر بھر میں نے عبادت کی ہے
تو مرا نامہ اعمال تو دیکھ
میں نے انساں سے محبت کی ہے (۲۱)

بقائے باہمی کے تصور کو فروغ دینے کے لیے ضروری ہے کہ نفرتوں اور کا قلع قمع ہو۔ جنگ و جدل کا سماں پیدا ہونے سے روکا جائے۔ جنگیں تشدد کا شاخسانہ اور امن کی دشمن ہیں۔ یہ معیشت اور معاشرت کو برباد کر دیتی ہیں۔ ان سے مادی اور ذہنی ترقی کی رفتار سست روی کا شکار ہو کر اور برائیوں کو جنم دیتی ہے۔ جنگوں کا خراج نسلیں ادا کرتی ہیں۔ جنگ بے تحاشا دکھ، درد اور غم پیدا کرنے والا عذاب مسلسل ہے۔ انسان کو نیوکلیئر ہتھیاروں سے زیادہ انسان سے خطرہ ہے۔ اسے جنگ کی نہیں امن اور محبت کی چاہت ہے۔ عدم تشدد کا متضاد امن ہے۔ امن انعامات ایزدی میں سے ایک ہے۔ درج ذیل اشعار داخلی تاثرات اور خلوص کی صفت سے مملو ہیں جن میں سوز و گداز کی لے موجود ہے:

اک شجر ایسا محبت کا لگایا جائے
جس کا ہمسائے کے آنگن میں بھی سایا جائے (۲۲)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
**Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)**
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-45

ماخذ تحقیقی مجلہ

سات صندوقوں میں بھر کر دفن کر دو نفرتیں
آج انسان کو محبت کی ضرورت ہے بہت (۲۳)

دھرتی، شہروں، ملکوں اور سب سے بڑھ کر انواع حیات سے برتر بشر کی خیر کے لیے قتیل شفائی کا اثباتی اور رجائی رجحان دیکھیے جس میں وہ ہمہ گیر آسودگی کے خواہاں ہیں:

رکھیں نہ دل میں بیر ہم
سبھی کی چاہیں خیر ہم
سبھی کی ایک آن ہو
سبھی کی ایک لاج ہو (۲۴)

شاعری قلب و نظر کی تسخیر کا ذریعہ ہے اس کے اعجاز سے تہذیب و تمدن کی بالیدگی ہوتی ہے۔ زندگی کی حقیقت، معنویت کی تفہیم پر قدرت دلا سکتی ہے اور شاعر الفاظ کی حرمت و تاثیر کی بدولت لہجے میں تیقن پیدا کرتا ہے۔ دور حاضر کی آلودگیوں زہرناکیوں اور دہر کے بگڑے ہوئے مزاج کو جس دستِ شفا کی احتیاج ہے اس کے لیے خدائے بزرگ و برتر جو قریب از جان ہے کے حضور فریاد انسانوں کی بنتی، بگڑتی صورت حال پر متفکر و ملول ہونے کا نتیجہ ہے:

ہر ایک فرد ہو تہذیب و فن کا اوجِ کمال
کوئی ملول نہ ہو کوئی خستہ حال نہ ہو (۲۵)

بشر کی محرومیوں، عدم تحفظ، تشکیک پسندی، جبر، بے چہرگی اور اقدار کی پامالی کے باوجود میلان اور رجحان، مثبت رویوں کی تشکیل کی طرف رکھنا انسانیت کی معراج ہے۔ اسی کی مدد سے حیاتِ جاوداں کے فلسفے کو سمجھا جا سکتا۔ ہے۔ بے سمتی کا ادراک بھی نعمتِ خداوندی ہے۔ اسی لیے اردو شاعری میں داخلی تجربوں اور اجتماعی روش کے اظہار کے سانچے تاثیر لیے ہوئے ہیں نفرت اور متشددانہ قلب مضطر سے نکلنے والی یہ پکار بقائے باہمی اور عدم تشدد کے لیے کہیں مکالماتی صورت اختیار کرتی ہے اور کہیں خود کلامی۔ کہیں انداز جذباتی ہے۔ کثیر الثواب بھلائی اور خیر کی طرف بڑھنا اور اس کے ادراک پُر مسرت کو محسوس کرنا، جذبہ ترحم اور انسانی ارتقا کے سفر کے درست سمت کا تعین اجتماعی زندگی کی جان ہے۔ بقائے باہمی کا تقاضا ہے کہ اپنے بھائی کے نفع کا آرزومند ہوا جائے۔ اس کے لیے حقوق انسانی کے حقیقی شعور اور اس کے نفاذ کی مخلصانہ کوششوں کی ضرورت ہے تاکہ عالم گیر برادری اور بین

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
**Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)**
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-45

ماخذ تحقیقی مجلہ

الاقوامی انسانی جمعیت کی شیرازہ بندی کی جاسکے۔ جغرافیائی حدود کے امتیازات کو مٹا کر عالم گیریت اور انسانیت کا نصب العین اپنایا جاسکے۔

## حوالہ جات


۱. ابن خلدون۔ عبد الرحمن، المقدمہ، بیروت: دار الکتب اللبنانی، ۱۹۶۱۔ ص ۴۹

۲. سعدی شیرازی۔ گلستان۔ لکھنو: نول کشور، ۱۸۸۰۔ ص ۳۵، ۳۶

۳. میر درد۔ دیوان درد (مرتبہ) ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی۔ دہلی: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، ۱۹۶۳ طبع ثانی۔ ص ۱۲۸

۴. علامہ محمد اقبال۔ بانگ درا، مشمولہ، کلیات اقبال (اردو) لاہور: اقبال اکادمی، طبع دہم ۲۰۱۱۔ ص ۵۰

۵. علی جواد زیدی۔ دیار سحر۔ دہلی: حالی پبلشنگ ہاوس، ۱۹۶۰۔ ص ۴۶

۶. امیر مینائی۔ دیوان امیر مینائی۔ پٹنہ: خدا بخش لائبریری، س۔ن۔ ص ۱۰۳

۷. ملک زادہ منظور احمد۔ شہر ستم۔ لکھنو: اتر پردیش اردو اکادمی، ۱۹۹۲۔ ص ۳۶

۸. حفیظ جالندھری۔ کلیات حفیظ جالندھری (مرتبہ) ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا۔ دہلی: فرید بک ڈپو، ۲۰۰۸۔ ص ۶۶۹

۹. اسد اللہ خان غالب۔ نسخہ عرشی دیوان غالب (مرتبہ) امتیاز علی خان عرشی۔ نئی دہلی: انجمن ترقی اردو، ۱۹۷۱۔ ص ۱۷۲

۱۰. ضمیر جعفری۔ ماضی الضمیر۔ لاہور: جم ساہی ایسوسی ایٹس، ۱۹۸۷، طبع دوم۔ ص ۶۷

۱۱. مختار مسعود۔ آواز دوست۔ لاہور: تعمیر انسانیت، ۲۰۱۱ بتیسواں ایڈیشن۔ ص ۴۷

۱۲. امام ولی الدین محمد بن عبد اللہ۔ مشکوۃ شریف۔ (جلد دوم) باب الحب فی اللہ من اللہ۔ لاہور: مکتبہ رحمانیہ، س۔ن۔ ص ۴۵۳

۱۳. آلقران حکیم۔ سورہ الفرقان۔ ۲۵:۶۳

۱۴. الطاف حسین حالی، مولانا۔ کلیات نظم حالی (جلد دوم)۔ لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۷۰۔ ص ۱۰۴

۱۵. ابراہیم ذوق۔ دیوان ذوق (مرتبہ) محمد حسین آزاد۔ لاہور: مطبع اسلامیہ، س۔ن۔ ص ۸۳

۱۶. الطاف حسین حالی۔ کلیات حالی۔ دہلی: جدید کتاب گھر، ۱۹۵۰۔ ص ۸۹

۱۷. علامہ محمد اقبال۔ بانگ درا، مشمولہ، کلیات اقبال (اردو) ص۔ ۲۸۸

۱۸. ساحر لدھیانوی۔ تلخیاں۔ دہلی: حالی پبلشنگ ہاوس، طبع ششم ۱۹۴۹۔ ص ۱۶۵

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
**Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)**
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-45

ماخذ تحقیقی مجلہ

۱۹.احمد فراز۔شہر سخن آراستہ ہے۔اسلام آباد:دوست پبلی کیشنز،۲۰۰۹۔ص ۹۰۳،۹۰۴
۲۰.حبیب جالب۔کلیات حبیب جالب۔لاہور:طاہر سنز پبلیشرز،۲۰۱۰۔ص ۳۱۲
۲۱.احمد ندیم قاسمی۔ندیم کی نظمیں۔لاہور:سنگ میل پبلی کیشنز،۲۰۰۶۔ص ۱۴۰۴
۲۲.ظفر زیدی۔اک شجر ایسا۔نئی دہلی:کوٹلیہ بکس،۲۰۲۳۔ص ۲۱
۲۳.https://www.rekhta.org/poets/bashir-badr/all?lang=ur
۲۴.قتیل شفائی-رنگ خوشبو روشنی(کلیات نظمیں)لاہور:سنگ میل پبلی کیشنز،۲۰۰۹۔ص ۸۴
۲۵.احمد ندیم قاسمی۔ندیم کی نظمیں۔ص ۹۱